تقریر مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی
پرنسپل ادارہ 'تعلیم القرآن'

(یہ تقریر 'پیغام صلح'، مورخہ 29 جنوری 1964، میں صفحہ 8–7 پر شائع ہوئی۔ یہ خطاب ادارہ تعلیم القرآن کی افتتاحی تقریب، بمقام مُسلم ٹاؤن لاہور، 25 دسمبر 1963 کو مولانا صاحب نے کیا۔)

حضرات! بعض واقعات انسانی زندگی میں ایسے آجاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر انسان کا کامل اور پختہ ایمان تازہ کردیتے ہیں۔ 1918ء کی بات ہے جب پنجاب بھر میں انفلوائنزا بکثرت اور مہلک رنگ میں پھیل رہا تھا۔ لاہور شہر کی یہ حالت تھی کہ چاروں طرف سے گھروں سے رونے اور ماتم کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں بھی اس میں مبتلا ہوگیا اور میری اہلیہ بھی اس کی لپیٹ میں آگئی۔ دونوں کی بیماری کی علامات ایک جیسی تھیں۔ وہ غریب تو ایک ہفتہ کے اندر وفات پاگئی اور میں اس بیماری میں لٹک گیا۔ حضرت ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب مرحوم باقی دوستوں کے مشورہ سے مجھے اپنی بیٹھک پر لے گئے۔ ہماری جماعت کے چھ ڈاکٹر آپس کے صلاح مشورہ سے میرا علاج کرتے تھے مگر بیماری دن بدن زور پکڑتی گئی۔

جب ایک ماہ اس پر گزر گیا تو ایک دن میری زندگی میں ایسا بھی آیا کہ میں زندگی سے مایوس ہوگیا۔ اس وقت میرے دل سے ایک دعا نکلی، اے اللہ میں نے سنسکرت زبان سیکھنے پر بہت محنت کی ہے اور اس لئے کی ہے کہ تیرے دین کی خدمت کرسکوں۔ مرنا ضرور ہے، تو نے جان دی ہے ایک نہ ایک دن لے بھی لے گا مگر مجھے حسرت یہ ہے کہ مجھے موقعہ نہیں ملا، تو مجھے اتنی توفیق دے کہ تیرے دین کی خدمت کرسکوں اور اپنے بعد بھی

کسی کو یہ کام کرتا ہوا دیکھ سکوں۔ میری آنکھوں میں آنسو تھے اور دل میں اضطرار۔ اس کے بعد ایک زور کی آواز نے مجھے پانچ چیزیں بتائیں۔ میں نے اس آواز کو جاگتے ہوئے اسی طرح سنا جس طرح آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ آواز یہ تھی:

"خوب کلاں، اسپغول، شربت بزوری، عرق کیوڑہ اور بید مشک"

یہ آواز سنتے ہی میں نے ڈاکٹر صاحبان کی دوائی سڑک پر گرادی۔ اور یہ پانچ چیزیں استعمال کیں۔ اس کی پہلی خوراک سے بخار کا زور ٹوٹ گیا اور وہ اپنا وقت بھی چھوڑ گیا۔ دوسرے دن میں نے اس دوا کی صرف دو خوراک استعمال کیں اور میں ایسا محسوس کرنے لگا کہ میں بیمار ہوا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح کے واقعات میری زندگی میں کئی دفعہ آئے ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

میرے مکاشفہ کی عملی تعبیر

اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں نے برصغیر ہندوستان میں آریہ سماج کے ساتھ پنجاب و ہندوستان میں جگہ جگہ مباحثات کئے اور ان کے بڑے سے بڑے پنڈت کو شکست دی۔ اس سے پیشتر مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مولوی آریہ مناظرین کے بالمقابل بحث سے گھبراتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ علماء میں سنسکرت کا عالم کوئی نہ تھا۔ میرے مناظروں سے شکست کھا کر آریہ پرتی ندھی سبھا، پنجاب نے اپنی سماجوں میں یہ سرکلر جاری کیا کہ عبدالحق کے ساتھ کسی جگہ مناظرہ نہ کیا جائے۔ ایک دفعہ میں علی پور ضلع مظفر گڑھ جارہا تھا پنڈت راچندر دہلوی بھی اسی گاڑی میں تھا مگر گاڑی میں ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا موقع نہ ملا۔ مظفر گڑھ اتر کر میں علی پور جانے والی بس پر سوار ہوا۔ پنڈت مذکور ہاتھ میں بیگ لئے اسی بس میں سوار ہونے کے لئے آیا۔ مجھے دیکھ کر حیران ہوا

اور کہا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں نے کہا جہاں آپ جا رہے ہیں وہاں ہی جا رہا ہوں تو گھبرا کر کہا کیا وہاں مناظرہ مقرر ہو چکا ہے۔ میں نے جواب دیا اگر نہیں ہوا تو بھی ہو جائے گا، کہنے لگا میں آپ سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ میں نے کہا یہ آپ وہاں جا کر کہیں۔ چنانچہ اس نے دوسرے دن آریہ سماج کے بھرے پنڈال میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں مولوی صاحب سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ وجہ یہ بتلائی کہ ایک موٹا تازہ مناظر کھڑا ہو کر لیکچر دیتا ہے اور اس کے بالمقابل ایک دبلا پتلا انسان کھڑا ہو جاتا ہے جس کی بات سن کر موٹا گرانڈیل مقرر کانپنے لگتا ہے، رعب جسم کا علم کے رعب کے سامنے کھڑا نہیں رہ سکتا۔ میں اس جلسہ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مولوی صاحب سے بحث نہیں کروں گا۔ یہ شخص آریوں میں چوٹی کا مناظر تھا اور قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھتا تھا۔

راولپنڈی کی آریہ سماج کا صدر ایک قابل وکیل تھا، اس نے میرے چند ایک مناظرے سنے تو مجھے جہاں دیکھتا، ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ کسی نے کہا یہ تو آریوں کا دشمن ہے آپ اس کی تعظیم کرتے ہیں، اس نے جواب دیا کہ یہ اس قدر قابل انسان ہے کہ اگر یہ وکیل ہوتا تو ہزار ہا روپیہ روزانہ کماتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آریہ سماج کا میں نے خوب مقابلہ کیا۔

مشہور مسیحی پادریوں سے مٹھ بھیڑ

عیسائی پادریوں احمد مسیح دہلوی، پادری سلطان محمد پال اور پادری عبد الحق سے مقابلہ ہوا۔ اس پر بھی ایک لطیفہ سنئے کہ ایک مرتبہ پادری عبد الحق سرگودھا میں لیکچر دینے گیا لوگوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مجھے بھی ساتھ بحث کی دعوت دی۔ میں نے سرگودھا پہنچ کر پادری کو مناظرہ کے لئے رقعہ لکھ بھیجا جس کا جواب دینے کی بجائے پادری صاحب اندر جا کر سو گئے اور دو گھنٹہ کے بعد باہر نکلے تو قاصد نے جواب طلب کیا، پادری

صاحب نے کہا میں اس رقعہ کا جواب اپنی تقریر میں دوں گا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ اور میں مسلمانوں کے ساتھ لیکچر گاہ میں پہنچے۔ دوران لیکچر میں میں نے وقت مانگا تو کہا کہ میں آپ سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ جب وجہ پوچھی تو گھبرا کر کہا اچھا ایک شرط پر کرتا ہوں کہ کوئی منصف مقرر کیا جائے جو میری اور آپ کی بحث پر فیصلہ دے۔ میں نے کہا کیا اتنی پبلک فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہیں کہ ہم ایک شخص کے فیصلہ کے پابند ہو جائیں۔ اس نے کہا نہیں منصف ضرور ہونا چاہیے۔ اتنے میں اس نے ایک ہندو بیرسٹر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ منصف ہوں گے (وہ بیرسٹر عیسائیوں کے جلسہ کا پریذیڈنٹ بنا بیٹھا تھا) ابھی میں کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ بیرسٹر صاحب خود ہی کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میں منصف نہیں ہو سکتا۔ کل پادری صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی، میری سمجھ میں تو خاک نہیں آیا کہ انہوں نے کیا کہا؟ پادری صاحب پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ کچھ بھی ہو میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔

اتنے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میرے ساتھ مناظرہ کرو گے؟ پادری صاحب نے فوراً جواب دیا آپ کے ساتھ ضرور کروں گا۔ اب ثناء اللہ کو پیچھا چھڑانا مشکل معلوم ہوا، تو کہا کہ دیکھئے پادری صاحب ہمارا اور آپ کا فرق تو بالکل تھوڑا سا ہے۔ ہم بھی مسیح کو بے باپ پیدا شدہ مانتے ہیں، آپ بھی۔ مردے زندہ کرنے، پرندے بنانے، مادر زاد اندھوں کو بینائی دینے، غیب کی خبریں بتانے، آسمان پر زندہ چڑھ جانے، بے گناہ ہونے، آسمان پر زندہ موجود ہونے اور دنیا پر دوبارہ نازل ہونے کے ہم بھی قائل ہیں اور آپ بھی۔ میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کے ساتھ ہمارا اور آپ کا بہت اختلاف ہے، پہلے ہم دونوں مل کر اس سے مناظرہ کریں گے بعد میں ہم اپنا ذرا سا اختلاف نکال لیں گے۔، یہ سن کر پادری صاحب نے کیا خوب فی البدیہہ جواب دیا کہ مولوی صاحب وہ ذرا

سا اختلاف پہلے کیوں نہ نکال لیا جائے اور پھر ایک ہو کر اس کا مقابلہ کریں جس پر ثناء اللہ ہنس کر بیٹھ گئے۔

میرا تیسرا کام اُچھوتوں میں تبلیغ تھا

یہ تو میں صحیح طور پر نہیں بتا سکتا کہ کتنے ہزار اچھوتوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا لیکن یہاں پنجاب میں بازیگروں کی ایک قوم ہے جس کی آبادی کئی ہزار پر مشتمل ہے۔ شالامار باغ کے قریب محمود بوٹی ایک گاؤں کے باہر بازی گروں کا ڈیرا اُترا ہوا تھا۔ اس میں ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی اور 500 مرد اور عورتوں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا جس کے اثر سے پنجاب کے تمام بازیگر جہاں جہاں اُن کے رشتہ دار تھے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ تقسیم پاک و ہند سے پہلے پشاور سے لے کر کشمیر، مدراس، نیپال اور بنگال تک مجھے تقاریر اور مناظرے کرنے کا موقع ملا۔

تقسیم کے بعد جب شکار یہاں سے بھاگ گیا

تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکستان سے دنیا کے تین چکر لگانے کی توفیق بخشی۔ لندن، نیویارک، واشنگٹن، سانفرانسسکو، فیجی، ٹرینیڈاڈ، برہما، تھائی لینڈ، فلاڈلفیا اور جنوبی امریکہ میں برٹش گیانا، ڈچ گیانا، سب جگہ میرے لیکچر ہوئے۔ تبادلہ خیالات ہوا۔ کئی ایک نیگروز نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے افضال ہیں ''اما بنعمة ربك فحدث'' کے طور پر میں نے ذکر کیا ہے۔

یہ ادارہ تعلیم القرآن

دراصل میرے اس مکاشفہ کا ایک حصہ یا میری دعا کا دوسرا جزو ہے جسے بعد میں میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد اپنے خواب میں دیکھا تھا

اور مجھے امید ہے کہ یہ حصہ تمنّا بھی کہ میں اپنی وفات سے پہلے اپنی جگہ کسی کو کام کرتا ہوا دیکھ لوں پورا ہو کر رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ انجمن کے ذرائع آمد کے موافق یہاں ہم نے ایک درجن طالب علم سر دست داخل کئے ہیں۔ آئندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ دو جماعتیں ہو جائیں گی۔ ہمارا اور طلباء کا تعلق برادرانہ اور دوستانہ ہے اور یہی طریق تبلیغ بہتر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تبلیغ کرو، عرض کیا: **رب ارنی کیف تحی الموتیٰ**، "تو ہی سکھا یہ مردے کیونکر زندہ ہوں گے"۔ فرمایا: **فخذ اربعة من الطیر الخ**، "چار پرندے لو، ان کو اپنے ساتھ ہلالو، محبت ڈال لو، جب تو چار پہاڑوں پر سے بھی ان کو بلائے گا یہ دوڑتے ہوئے تیرے پاس آئیں گے"۔

یہ ہے طریق تبلیغ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سکھایا۔ ان طلباء کو 75 روپے ماہوار وظیفہ انجمن دیتی ہے۔ اسی ادارہ میں یہ اقامت پذیر ہیں۔ قرآن مجید اور غیر مذاہب کے متعلق میں ان کو تعلیم دیتا ہوں۔ مولانا شیر محمد صاحب انہیں عربی صرف و نحو اور حضرت صاحب کی کتب اور عربی زبان سکھاتے ہیں۔ طالب علموں کے علاوہ دو مولوی صاحب درس نظامی کے فارغ التحصیل ہیں وہ بھی قرآن مجید کے درس میں حصہ لیتے ہیں۔ غیر مذاہب کے متعلق ان کی معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ایک بیج ہے جو اس ادارہ تعلیم القرآن کی سر زمین میں بویا گیا ہے اور یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا بہت بڑا شاہکار ہے جو اسی سال رونما ہوا ہے۔ اس کی تعمیر میں میاں عبد الرحمٰن صاحب اور کرنل سیّد بشیر حسین صاحب نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ اس ادارہ کا مجھے پرنسپل مقرر کیا گیا ہے مگر میں اپنے آپ کو ان طلباء کا بھائی سمجھتا ہوں، یہاں کوئی افسری ماتحتی نہیں۔ میں ان کو قرآن مجید پڑھاتا ہوں مگر ان کے سوالات سے جس کی ان کو کھلی اجازت ہے ان سے قرآن پڑھتا بھی ہوں۔ گویا ہم سب مل کر قرآن مجید زیادہ سے زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور

غیر مذاہب کے متعلق ان کے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

دیکھیئے: www.abdulhaq.info/life/